فاطمہ زہراؑ کی عظمت
بعض مفسرین اہلسنت کی نظر میں

پروفیسر عراق رضا زیدی

پرودگار کونین نے انسانی تخلیق میں آدمی اور عورت دونوں کو برابر کا ذمہ دار قرار دیا۔ دونوں کی عظمت کا لوہا منوایا۔ یہاں تک کہ ۴۹ ویں سورۂ الحجرات کی ۱۳ اویں آیت میں اعلان کردیا" ہم نے تو سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔" اسی طرح سورۂ آل عمران کی ۳۳ ویں آیت میں جہاں حضرت آدمؑ ، حضرت نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو منتخب کیا گیا وہیں اسی سورہ کی ۴۲ ویں آیت میں جناب مریم کے انتخاب کا ذکر کردیا گیا اور سورۂ قصص کی ۷ ویں آیت میں " ہم نے مادر موسیٰؑ کی طرف وحی کی" بہت واضح ہے۔ ان کے علاوہ بھی جناب آسیہ اور جناب سارہ جیسی کتنی ہی عورتوں کی عظمت قبل اسلام بھی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے۔ اتنی احتیاط کے باوجود نہ جانے کیسے معاشرے میں عورت کو وہ مقام حاصل نہ ہوسکا جو پیغمبران امت چاہتے تھے۔ قبل از اسلام محمدؐ، تو لڑکی کی پیدائش ہی نحوست کی علامت سمجھی جانے لگی۔

.بربریت کا یہ عالم ہوا کہ بچیوں کو زندہ در گور کیا جانے لگا۔ ایسے میں اللہ نے اپنے آخری نبی کو امین وصادق کی سند کے ساتھ مبعوث رسالت کیا۔ آپ کے ذریعے عورت کی عظمت بحال ہوئی۔ کئی اولاد کی ولادت کے باوجود نسل رسولؐ کا ذریعہ ان کی طاہر ومطہر بیٹی فاطمہ زہراؑ کو ہی بنایا گیا۔ رسولؐ خدا اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی عظمت وبزرگی کا اعلان برابر فرماتے رہے تاکہ یہ سنت ہر انسان پر واجب ہو۔ اور ہر مسلمان اپنی بیٹی کو رحمت سمجھے، زحمت سے تعبیر نہ کرے۔ عورتوں کو جائداد میں حقوق دے۔ ماں کے قدموں میں جنت کا تصور پیدا کیا۔ تاکہ ماں " بہن" بیٹی اور بیوی ہر عورت کی عزت وتکریم ہوتی رہے۔ بی بی فاطمہ زہرا (س) کی عظمت کے لئے سیکڑوں احادیث بیان کی۔ یہاں تک کہ انہیں جزو رسالت بھی قرار دے دیا۔ اس طرح عورتوں کے لئے واحد ذات فاطمہ زہرا (س) کی ہے جن کی سیرت پر چلنا واجب ہوا۔ جزو رسالت کا مقصد ہی یہ ہوا کہ کردار میں کسی طرح کا کوئی کھوٹ یا کمی دکھائی نہ دے۔ جس طرح پیغمبر اسلامؐ کا ہر کام اسوۂ حسنہ ہے اسی طرح فاطمہ زہرا (س) کا ہر کام اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا بقول آدمیؔ زیدی سیتھلی

مرسل اعظم کا جزو لازمی سیرت و کردار کی مظہر ہے تو
تیری سیرت پر بھی چلنا فرض ہے عورتوں میں مثل پیغمبرؐ ہے تو

اسی لئے حضور نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ (س) رکھا۔ جس کے لفظی معنی بچانے والی یا چھڑانے والی کے ہیں۔ پروردگار کے نزدیک بی بی کے آٹھ صفاتی نام اور ہیں صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، راضیۃ، مرضیۃ، محدثہ اور زہرا۔ جیسا کہ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے:

"لفاطمة تسعةُ اَسْماءٍ عِنْدَ اللهِ عَزّوجَلّ: فَاطِمَة وَالصِّدِّيقَةُ وَالْمُبارکةُ وَالطّاهرةُ وَالزَّکِيّةُ والرّاضيةُ وَالمَرضِيّةَ وَالْمُحَدِّثَةُ والزَّهْرَا، عَلَيهَا السّلام۔

آٹھویں امام علی رضاؑ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے اجداد سے سنا ہے رسولؐ خدا فرماتے تھے ان کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ نے خود ان کو اور ان کی ذریت کو آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ اسی طرح ہر نام کی وجہ اور تفصیل بیان کی گئی ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے "علل الشرائع" میں زید بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ "میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ حضرت فاطمہ (س) کو محدثہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ملائکہ آسمان سے نازل ہو کر حضرت فاطمہ (س) کو اسی طرح پکارتے تھے۔ جیسے انہوں نے حضرت مریم کو پکارا تھا"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چن لیا ہے۔ پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔ اور کائنات کی عورتوں میں آپ کو منتخب کر لیا ہے۔

کلام پاک آپ کی عظمتوں کا قصیدہ پڑھتا ہے۔ مفسر قرآن مولانا فرمان علی صاحب نے تقریباً ۲۰ سے زیادہ آیتوں کا آپ کی شان میں اترنا بتایا ہے۔ لیکن کچھ آیتیں تو بہت واضح اور روشن ہیں جنہیں مفسرین نے ہمیشہ فاطمہ زہرا (س) کی شان میں ہی بتایا ہے۔

ان میں تیسرے پارے کی تیسری سورت کی ۶۱ویں آیت ملاحظہ کریں:

" ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں"۔

بائیسویں پارے کی ۳۳ویں سورت کی ۳۳ویں آیت پر غور فرمائیں:

" اے اہل بیت! خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔" اور پچیسویں پارے کی ۲۳ویں سورت کی ۲۵ویں آیت بھی قابل غور ہے۔

"(اے رسول) تم ان لوگوں سے کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت

کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔"

آیئے اب ان آیتوں کی شرحیں یا تفسیریں ہندوستانی مسالک یا ہندوستان میں رائج پانچ مشہور ومعروف مسالک کے شارحین یا مفسرین کی ذہنی کاوشوں کے نتیجے کے سائے میں دیکھتے ہیں۔ ان میں پہلی تفسیر بریلوی مسلک کے بانی جناب احمد رضا خاں صاحب کی تفسیر "کنزالایمان القرآن الحکیم" ومحمد نعیم الدین مرادآبادی، دوسری تفسیر "الحکیم القرآن" از مولانا اشرف علی تھانوی از بانیان مدرسہ دیوبند (دیوبند مسلک) کی تفسیر، تیسری تفسیر جماعت اسلامی کے بانی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کی تفسیر "التفھیم القرآن" چوتھی تفسیر وہابی مسلک کے مشہور ومعروف مولانا محمد جوناگڑھی مترجم اور مفسر مولانا صلاح الدین یوسف کی تفسیر جس کا کوئی الگ سے نام نہیں ہے، مگر یہ قرآن شریف سعودی وہابی حکمرانوں کی طرف سے حاجیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور پانچویں تفسیر شیعہ مسلک سے متعلق مولانا فرمان علی صاحب کی ہے۔ اس تفسیر کے آئینے میں بحث کا آغاز کیا جارہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ایسی روشن اور واضح آیات کے ہوتے ہوئے حقیقی دوستداران فاطمہ زہرا (س) اور دوستی کا صرف دعویٰ کرنے والے عظمت فاطمہ زہرا (س) سے بے بہرہ مفسرین کا بی بی کی عظمت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے:

پہلی آیت "ابنائنا" کا ترجمہ مولانا احمد رضا خان نے اس طرح کیا ہے۔

" آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"

خلاصہ تفسیر: عیسائی گروہ کے سب سے بڑے عالم عاقب نے اپنی جماعت سے کہا تم پہچان چکے کہ محمدؐ نبی مرسل تو ضرور ہیں تم نے اگر ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔" اس مشورے کے بعد وہ رسولؐ کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضورؐ کی گود میں تو امام حسینؑ ہیں اور دست مبارک میں حسنؑ کا ہاتھ اور فاطمہ (س) اور علیؑ حضورؐ کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور حضور ان سب سے فرمارہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: "اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹانے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹادے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔۔۔"

مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ بھی تقریباً یہی ہے۔ انہوں نے صرف جانوں کی جگہ تنوں کا ترجمہ کیا ہے؟ مفہوم میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ البتہ تفسیر کا چہرہ بدل دیا ہے۔

" آیت میں اپنے تن سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہیں اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہیں بلکہ اپنے گھر کی جو عورتیں ہوں جن میں دختر بھی شامل ہے مراد ہیں۔ چنانچہ آپ بوجہ اس کے کہ حضرت فاطمہؓ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں ان کو لائے اسی طرح ابنائنا میں سے خاص صلبی اولاد مراد نہیں بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور ان کو بھی جو مجازاً اولاد کہلاتے ہوں یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہوں، اس مفہوم میں نواسے اور داماد بھی داخل ہیں۔ چنانچہ آپ حضرات حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے۔ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے۔ مباہلہ کا انجام کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گزرا مگر حدیث میں قصہ مذکور کے متعلق اتنا مذکورہ ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو ان کے اہل اور اموال سب ہلاک ہو جاتے۔"

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ترجمہ مندرجہ ذیل کیا ہے:

"اے نبیؐ اس سے کہو کہ " آؤ ہم اور تم خود بھی آجائیں اور اپنے اپنے بال بچوں کو لے آئیں اور خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔"

خلاصہ تفسیر: مسیحیت کے مختلف عقائد میں سے کسی کے حق میں بھی وہ خود اپنی کتب مقدسہ کی ایسی سند نہ پاتے تھے جس کی بنا پر کامل یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے۔۔۔ الخ

پھر بھی اُن کی سیرت۔۔۔ اور کارناموں کو دیکھ کر اہل وفد اپنے دلوں میں آپ کی نبوت کے قائل ہو گئے تھے۔

نوٹ: واقعے یا پنجتن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

سعودی عرب سے تقسیم ہونے والے قرآن میں آیت " ابنائنا" کا ترجمہ " تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں"۔

خلاصہ تفسیر: یہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے۔۔۔ الخ۔۔۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ نو ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں وہ جو غلو آمیز عقائد رکھتے تھے اس پر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور نبی ﷺ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بھی ساتھ لیا، اور عیسائیوں سے کہا کہ تم بھی اپنے اہل وعیال کو بلالو اور پھر مل کر جھوٹے پر لعنت کی بد دعا کریں۔ عیسائیوں نے باہم مشورے کے بعد مباہلہ کرنے سے گریز کیا اور پیش کش کی کہ آپ ہم سے جو چاہتے ہیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

آخر میں جعفری مسلک کے مولانا فرمان علی صاحب کا ترجمہ مباہلہ پیش کیا جا رہا ہے:
تو کہو کہ اچھا میدان میں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔
خلاصہ تفسیر: جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا۔۔۔آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سرخ مخمل اور چار لکڑیاں دے کر اسی میدان میں ایک چھوٹا سا سائبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو بغل میں لیا اور امام حسنؑ کا ہاتھ تھاما اور جناب سیدہ کو اپنے پیچھے لیا اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بیٹوں کی جگہ نواسوں کو اور عورتوں کی جگہ اپنی صاحبزادی فاطمہ (س) کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہل بیت ہوتے ہیں یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سردار عاقث ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا خدا کی قسم میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا۔ اسی میں خیریت ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ سے ایک نہ بچے گا۔

مندرجہ بالا ترجموں اور تفاسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اور مولانا فرمان علی صاحب کی تفاسیر تقریباً یکساں ہیں اور دونوں ہی بی بی فاطمہ ان کے والد شوہر اور بچوں کی عظمت کے قائل ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے ذرا گھما پھرا کر ان ذوات مقدسات کی عظمت و تکریم کو قبول کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں اور اشرف علی تھانوی صاحب کو سیادت یا اولاد فاطمہ ہونے کا دعویٰ بھی نہیں ہے لیکن علامہ مودودی خود کو سید بھی لکھتے ہیں اور اپنے اجداد کی عظمت کا اعتراف بھی نہیں کرتے حالانکہ مولانا جوناگڑھی نے اس آیت کی تفسیر میں حقیقت اور صداقت سے کام لیا ہے۔ لیکن سید صاحب نے کچھ اس طرح واقعہ مباہلہ کی صداقت وروایت سے انحراف کیا ہے گویا ان کا مقصد پنجتن پاک کی عظمتوں پر پردہ ڈالنا ہو۔ لیکن پانچ دانشوروں میں سے ایک کی اہمیت ہو سکتی ہے۔ یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ اہل سنت حضرات مودودی اور خمینیؒ بھائی بھائی کا نعرہ لگاتے بھی نہیں تھکتے۔ لیکن مباہلے میں پنجتن پاک کی عظمت ان کا سچا ہونا۔ ان کے کہنے سے پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا جیسا یقین ثابت کرتا ہے کہ عورتوں میں صرف اور صرف رسولؐ کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہرا کے کردار میں ہی اپنے والد جیسی کشش تھی۔
اسی طرح آیت تطہیر کے سلسلے میں مولانا احمد رضا صاحب نے ترجمہ کیا ہے " اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوں کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے"۔

خلاصہ تفسیر: اس آیت سے اہل بیتؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیتؑ میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضٰی اور حسنین کریمینؓ سب داخل ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ:

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھنے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک صاف رکھے۔

تفسیر، شرح یا حاشیہ کچھ بھی درج نہیں ہے۔

ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی:

اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو تم سے وہ (ہر قسم کی)، گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

خلاصہ تفسیر: اہل بیتؑ سے کون مراد ہیں! الخ: اس لئے ازواج مطہرات کا اہل بیتؑ ہونا نص قرآنی سے واضح ہے۔ بعض حضرات بعض روایات کی رو سے اہل بیتؑ کا مصداق صرف حضرت علی و فاطمہ، اور حضرت حسن و حسینؓ کو مانتے ہیں اور ازواج مطہرات کو اس سے خارج سمجھتے ہیں، جبکہ اول الذکران اصحاب اربعہ کو اس سے خارج سمجھتے ہیں، تاہم اعتدال کی راہ اور نقطہ متوسط یہ ہے کہ دونوں ہی اہل بیت ہیں۔ ازواج مطہرات تو اس نص قرآن کی وجہ سے اور داماد و اولاد روایات کی رو سے جو صحیح سند سے ثابت ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں"۔ الخ:۔۔۔

ترجمہ علامہ مودودی: اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے۔

خلاصہ تفسیر: "اور خود اس آیت کا سیاق و سباق ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ نبیؐ کے اہل بیتؑ میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور آپ کی اولاد بھی۔ بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آیت کا اصل خطاب ازواج سے ہے اور اولاد مفہوم لفظ کے اعتبار سے اس میں شامل قرار پاتی ہیں۔۔۔"

ترجمہ مولانا فرمان علی:

اے (پیغمبر کے) اہل بیتؑ خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو (ہر طرح کی) برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے، ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔

خلاصہ تفسیر: "اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے اور سنیوں اور شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہل بیت رسولؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور اس میں اہل سنت کا خیال

ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں اور مدح وثناء اور اہل بیتؑ میں داخل لیکن یہ خیال چند وجوہ سے بالکل غلط ہے۔"

اس کے بعد قواعد کی بناپر اپنی بات ثابت کی ہے۔

مندرجہ بالا بحث میں صرف مولانا اشرف علی تھانوی شامل نہیں ہیں۔ باقی تین حضرات نے ازواج اور اولاد دونوں کو اہل بیت مانا ہے۔ مولانا جوناگڑھی نے تو اس آیت کے نزول سے متعلق حدیث کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جسے حدیث کساء کہا جاتا ہے۔ صرف علامہ مودودی نے تنہا ازواج کو اہل بیتؑ میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو حدیث کساء کی حدیث کے بعد جیسا کہ مولانا جوناگڑھی نے درج کیا ہے۔ علامہ مودودی کی بات میں کوئی دم نہیں رہتا۔ دبے لفظوں میں انہوں نے بھی بادل ناخواستہ اولاد کو اہل بیتؑ کے زمرہ میں مانا ہے۔

تیسری آیت جسے آیت قربیٰ کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں اورنگ زیب مغل بادشاہ نے اپنے وصیت نامے میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد سادات کرام ہیں۔ اس لئے ان کی عزت وتکریم لازم ہے ظاہر ہے سادات کرام بی بی فاطمہ زہراؑ کی اولاد ہونے کی بناپر سادات کرام ہیں۔ اس ذیل میں مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

خلاصہ تفسیر: "اہل قرابت سے کون کون مراد ہیں اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی وحضرت فاطمہ وحسنین کریمین ہیں" اس کے علاوہ آل عقیل آل جعفر آل، عباس اور نبی ہاشم و بنی مطلب اور ازواج وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے"۔

ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی:

"آپ (ان سے) یوں کہیے کہ میں تم سے کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔"

حاشیہ: یعنی اتنا چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے جو تعلقات رشتہ داری کے ہیں جو کہ تمام قریش میں بلکہ تمام عرب میں پھیلے ہوئے تھے ان کے حقوق کا تو خیال رکھو۔"

ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی:

"تو کہہ دیجئے! کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی۔"

خلاصہ تفسیر: "نبی کریم ﷺ کی آل یقیناً حسب ونسب کے اعتبار سے دنیا کی اشرف ترین آل ہے اس سے محبت اس کی تعظیم وتوقیر جزو ایمان ہے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی احادیث میں ان کی تکریم اور حفاظت کی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن اس آیت کا کوئی تعلق اس موضوع سے نہیں ہے، جیسا کہ

شیعہ حضرات کھینچا تانی کرکے اس آیت کو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ جوڑتے ہیں اور پھر آل کو بھی انہوں نے محدود کر دیا ہے۔ حضرت علیؑ وحضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما تک۔۔۔ پھر یہ آیت اور سورت مکی ہے جب کہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے درمیان ابھی عقد ازدواج بھی قائم نہیں ہوا تھا۔۔۔"

مندرجہ بالا تفسیر سے نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مفسر کے ذہن میں اس آیت کا مصداق "فاطمہ زہرا" ہی ہیں لیکن اس کا مسلک اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس آیت کا مرکز بی بی فاطمہؑ کی ذات بنے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا میں بی بی فاطمہ زہرا، کائنات کے اشرف ترین خاندان کی اشرف ترین عورت ہیں۔ اگر ان کی محبت اجر رسالت قرار دے دی گئی تو مسلک کی دیوار ہی منہدم ہو جائے گی۔ لہذا یہ راستہ نکالا گیا کہ رشتہ داری کی قرابت جس سے کوئی بات بنتی معلوم نہیں ہوتی۔

مولانا مودودی نے ترجمہ اس طرح کیا ہے:

"اے نبی ان لوگوں سے کہہ دو کہ اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ البتہ قرابت کی محبت ضرور چاہتا ہوں۔

خلاصہ تفسیر: "تیسرا گروہ "قربیٰ" کو اقارب (رشتہ داروں) کے معنی میں لیتا ہے اور آیت کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ "میں تم سے اس کام پر کوئی اجر اس کے سوا نہیں چاہتا کہ تم میرے اقارب سے محبت کرو۔" پھر اس گروہ کے بعض حضرات اقارب سے تمام بنی عبد المطلب مراد لیتے ہیں۔ اور بعض اسے صرف حضرت علیؑ فاطمہؑ اور ان کی اولاد تک رکھتے ہیں۔ لیکن متعدد وجوہ سے یہ تفسیر کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اول تو جس وقت مکہ معظّمہ میں سورہ شوریٰ نازل ہوئی اس وقت حضرت علیؑ وفاطمہ کی شادی تک نہیں ہوئی تھی اولاد کا کیا سوال۔۔۔"

ترجمہ مولانا فرمان علی صاحب

"(اے رسول) تم کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت دارو (اہل بیتؑ) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔

خلاصہ تفسیر: "پھر اسی وقت کسی نے پوچھا۔ یا حضرت جن کی محبت کو خدا نے واجب کیا ہے وہ کون ہیں؟ فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ۔۔۔"

غرضکہ فاطمہؑ زہرا کی ذات وہ بزرگ ترین ذات ہے جس کی عظمت و عفت کا قائل دور حاضر کے ہر مسلک کا رہنما نظر آتا ہے۔ شیعہ صوفی اور تفضیلی مسلک کے رہنما تو جان دینے کی حد تک بی بی سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان کو صرف بزرگ ترین ہی نہیں مانتے بلکہ معصوموں کی

صفوں میں بھی کائنات کی سبھی عورتوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ صرف ایک مولانا مودودی صاحب ہیں جو تذبذب میں نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے خلافت وملوکیت تحریر کرنے کے بعد ان کی جماعت پر جو قہر ٹوٹا تھا وہ اس سے ڈر گئے ہوں اور سیادت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی دادی کی صحیح عظمت سے واقف نہ ہوسکے ہوں۔ ورنہ حدیث کساء اور "فَاطِمَةُ بَضعَةٌ مِنّی" جیسی احادیث مندرجہ بالا قرآنی آیتوں کا مصداق صرف اور صرف فاطمہ زہراؑ، ان کے شوہر اور ان کے بچے ہی ہیں۔ جن کا محور ومرکز ذات فاطمہ زہراؑ تھیں، ہیں اور رہیں گی۔

مآخذ:

۱۔ القرآن کریم، ترجمہ مولانا حافظ فرمان علی، عباس بک ایجنسی لکھنؤ۔

۲۔ کنز الایمان القرآن الحکیم: علامہ احمد رضا خاں صاحب۔ تفسیر مولوی نعیم الدین مرادآبادی، یاسین بک ڈپو دہلی۔

۳۔ القرآن الکریم، ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لاہور۔

۴۔ القرآن الکریم، ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیر وحاشیہ مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس۔

۵۔ تفہیم القرآن ترجمہ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز دہلی ۲۵۔

۶۔ وصیت نامہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور۔